

بے ثمر ایمان  
موعظہ نمبر: 3434  
ایک خطبہ

شائع شدہ: جمعرات، 26 نومبر، 1914  
بیان فرمودہ از جانب سی۔ ایچ۔ اسپرژن  
بمقام: میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیوٹنگٹن  
خداوند کے دن کی شام، 21 فروری، 1861

"ایمان بھی اگر اعمال نہ رکھتا ہو تو وہ اپنے آپ میں مردہ ہے۔"  
یعقوب 17:2

یعقوب کا جو بیان ہے، اُس کی غرض کبھی بھی اس امر کی نہ ہو سکتی تھی کہ وہ خوشخبری کے پیغام کی تردید کرے۔ یہ برگز ممکن نہیں کہ رُوح القدس ایک مقام پر ایک بات فرمائے، اور دوسرے مقام پر دوسری۔ پولس اور یعقوب کے بیانات میں مطابقت ہونی چاہیے، اور اگر بظاہر وہ ہم آہنگ نہ ہوں، تو میں بہ رضا و رغبت یعقوب کے بیان کو ترک کر دوں گا بنسبت اُس کے جو پولس نے کہا، گو میرا یہ کہنا محض ایک فکری اظہار ہے۔

مگر میں یہ جرأت کیوں کر کر سکتا ہوں؟ میرا جواب یہ ہے کہ اگر کبھی ہمیں کسی ایک کی گواہی کو اختیار کرنا پڑے، تو ہمیں اُسے چنانا چاہیے جو ہمارے مالک، خداوند یسوع المسیح کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ ہم الہام میں فرق نہیں کر سکتے، کیونکہ سب کلام یکساں الہامی ہے؛ لیکن اگر کوئی اس باب میں سوال کرے تو حکمت اسی میں ہے کہ ہم اُن الفاظ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں جو ہمارے آقا کے دہن سے نکلے۔

خداوند یسوع المسیح کے اٹھائے جانے سے پہلے کے آخری الفاظ یہ تھے:  
"پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ، اور خوشخبری کی منادی کرو ہر مخلوق کو۔"  
اور یہ خوشخبری کیا تھی؟

"جو ایمان لائے اور بپتسمہ لے وہ نجات پائے گا۔"  
پس ہم اسی وعدہ پر قائم رہیں گے۔ یسوع المسیح نے ایمان لانے والے اور بپتسمہ لینے والے کو نجات کا وعدہ دیا، اور فرمایا جیسے موسیٰ نے بیابان میں سانپ کو اونچا کیا، ویسے ہی ابن آدم کا اونچا کیا جانا ضرور ہے، تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔  
یہاں یہ بات واضح ہے کہ اُس نے اُن سب کے لیے ہمیشہ کی زندگی کا وعدہ کیا ہے جو اُس پر ایمان لاتے اور اُس پر توکل کرتے ہیں۔

پس ہم اپنے مالک کے کلام سے سر مو نہ ہٹیں گے بلکہ اُسی کے ارشاد پر قائم رہیں گے۔  
یقین رکھو کہ تمہاری نجات کی خوشخبری یہی ہے:  
،یسوع یسوع پر سادہ ایمان —  
،اُسی پر غیر مشروط بھروسا —  
،اُس کی زندگی، موت، قیامت، فضیلت اور شخصیت پر کامل توکل —  
تمہیں ابدی زندگی عطا کرے گا۔

کوئی چیز تمہیں اس یقین سے متزلزل نہ کرے، کیونکہ اس میں بڑی جزا ہے۔  
آسمان اور زمین ٹل جائیں گے، مگر اس عظیم بنیادی سچائی سے ایک نقطہ یا شوشہ بھی برگز ٹل نہ پائے گا۔  
جو اُس پر ایمان لاتا ہے وہ مجرم نہیں ٹھہرتا، مگر جو ایمان نہیں لاتا وہ پہلے ہی سے مجرم ٹھہر چکا ہے، کیونکہ اُس نے خدا "کے اکلوتے بیٹے کے نام پر ایمان نہیں لایا۔"

اصل بات یہ ہے کہ پولس اور یعقوب میں کوئی تضاد نہیں۔ وہ دونوں سچائی کو مختلف زاویوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جو کچھ بھی یعقوب کے بیان کا مفہوم ہو، میں پولس کی تعلیم پر مکمل اعتماد رکھتا ہوں، اور مجھے دونوں کے حق ہونے کا یقین ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے:  
یعقوب نے برگز کبھی یہ ارادہ نہ کیا، اور نہ اُس کے کلام سے ایسا مترشح ہوتا ہے، کہ انسان کے نیک اعمال میں کوئی ذاتی فضیلت یا استحقاق پایا جاتا ہو۔

اگر ہم سب کچھ کر بھی ڈالیں، تو بھی ہم صرف وہی کچھ کر رہے ہیں جو ہمارا فرض ہے۔

ایک شخص جو اپنا قرض ادا کرے، کیا اُس نے کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا؟  
یا ایک خادم جو اپنی مزدوری لے کر وہی کچھ کرے جس کے لیے اُسے اجرت ملی، کیا اُس میں کوئی خاص خوبی ہے؟

خالق اور مخلوق کے درمیان "استحقاق" کی بات ہی پیدا نہیں ہوتی۔

وہ ہمارا مالک ہے:

اُس نے ہمیں خلق کیا —

وہ ہمیں سنبھالتا ہے —

اُس کی خودمختاری ہے حد و حساب ہے۔ —

چنانچہ اگر وہ ہم سے کچھ تقاضا کرے، تو اُسے کسی بدلے کا پابند ٹھہرانا ہرگز جائز نہیں۔

اور چونکہ ہم سب گناہگار ہیں، پس یہ کہنا کہ ہم اپنے اعمال سے نجات پا سکتے ہیں، محض بے بنیاد نہیں بلکہ یہ خُدا کے حضور گستاخی ہے جسے وہ ہرگز برداشت نہیں کرے گا۔

اے زخمی برّہ! اگر وہ اخلاق کی بات کریں"

"تو سب سے اعلیٰ خُلق وہی ہے جو تجھ سے محبت رکھے۔

اور اگر نجات کو اعمال سے وابستہ جانیں، تو کوپر کا جواب ہر موقع معلوم ہوتا ہے

،ہلاک ہو وہ نیکی، جیسا اُسے ہونا چاہیے، نفرت انگیز"

"! اور وہ احمق بھی، جو اپنے خُداوند کی توہین کرتا ہے

تاہم، یعقوب کا مطلب بے شک یہ ہے، مختصر الفاظ میں، کہ اگرچہ ایمان ہی نجات بخشتا ہے، مگر وہ ایک خاص نوع کا ایمان ہوتا ہے۔

کوئی شخص صرف اس خیال سے کہ وہ نجات یافتہ ہے، نجات نہیں پاتا؛ نہ ہی کوئی محض اس ایمان سے کہ یسوع المسیح اُس کے لیے مرا، نجات پاتا ہے۔

یہ بات اُس کے سمجھنے کے مفہوم میں درست ہو بھی سکتی ہے یا نہ ہو۔

ایک عمومی مفہوم میں مسیح تمام انسانوں کے لیے مصلوب ہوا، مگر جب یہ ظاہر ہے کہ بہت سے لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں، تو محض اس عمومی سچائی پر نجات کی امید رکھنا سراسر بے بنیاد ہے۔

مسیح نے بعض انسانوں کے لیے ایک خاص اور مخصوص طریق پر جان دی؛

اور کسی بھی شخص کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ یہ یقین رکھے کہ مسیح نے خاص طور پر اُس کے لیے جان دی

،جب تک وہ مسیح پر اپنی ساری ذات ڈال نہ دے

،اُس پر کامل توکل نہ کرے

اور ایسے اعمال نہ لائے جو اُس ایمان کی صداقت کا ثبوت دیں۔

وہ ایمان جو نجات دیتا ہے

،نہ تو محض تاریخی معلومات پر مبنی ہے

نہ ہی کسی عقیدہ یا مسلک کو تسلیم کر لینے کا نام ہے۔

— مجھے ذرا بھی شک نہیں کہ ابلیس بھی عقائد میں بڑے "ارتھوڈوکس" ہیں

،مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کس کلیسیا سے تعلق رکھتے ہیں

،البتہ وہ ہر کلیسیا میں پائے جاتے ہیں

،اور جب خُداوند زمین پر تھا، اُس کی جماعت میں بھی ایک ایسا تھا

کیونکہ اُس نے فرمایا کہ ایک میں دیو روحیں ہیں۔

ابلیس وحی کے تمام حقائق پر ایمان رکھتے ہیں۔

مجھے نہیں لگتا کہ انہیں خُدا کے وجود پر کوئی شبہ ہو

!کیونکہ وہ اُس کے ہاتھ سے بہت دُکھ اُٹھا چکے ہیں

،انہوں نے اُس کے غضب کی دہشت کو محسوس کیا ہے

اور اُس کی حکومت کی صداقت پر انہیں کوئی شک نہیں۔

!وہ سخت گیر ایماندار ہیں— مگر وہ نجات یافتہ نہیں

،ایسا ایمان اگر ہم میں ہو، تو وہ ہمیں نجات نہیں دے سکتا

کیونکہ وہ ایک مردہ اور بے اثر ایمان ہے۔

وہ ایمان جو نجات بخشتا ہے،  
وہی ایمان ہے جو اعمال پیدا کرتا ہے؛  
اعمال نجات نہیں دیتے  
لیکن ایسا ایمان جو اعمال نہ لائے  
وہ محض فریب ہے  
اور آسمان کی راہ میں رہبری نہیں کرتا، بلکہ گمراہی کا باعث بنتا ہے۔

اب اس شام ہم سب سے پہلے اس بات پر کچھ غور کریں گے کہ

I

وہ کون سے اعمال ہیں جو ہمارے ایمان کے نجات بخش ہونے کا ثبوت دیتے ہیں؟ :

وہ اعمال جو لازمی طور پر درکار ہیں، مختصراً یہ ہیں  
اول، توبہ کے لائق پہل—توبہ کے اعمال۔

یہ کہنا غلط ہے کہ انسان کو مسیح پر ایمان لانے سے پہلے توبہ کرنی چاہیے  
مگر یہ کہنا بالکل درست ہے کہ جب وہ مسیح پر ایمان لاتا ہے  
تو پھر اُس کے لیے گناہ پر قائم رہنا ممکن نہیں۔  
دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی شخص یسوع المسیح پر ایمان لایا ہو، اور وہ بے توبہ رہا ہو — اور ایسا کبھی ہو بھی نہیں  
سکتا۔

ایمان اور توبہ روحانی زندگی میں ساتھ ساتھ جنم لیتے ہیں  
اور ساتھ ساتھ پروان چڑھتے ہیں۔  
جیسے ہی کوئی شخص ایمان لاتا ہے، ویسے ہی وہ توبہ بھی کرتا ہے۔  
اور جب تک وہ ایمان رکھتا ہے، وہ توبہ کرتا رہتا ہے۔  
اور جب تک وہ ایمان سے جدا نہ ہو  
توبہ سے بھی جدا نہ ہوگا۔

اگر تُو کہتا ہے کہ تُو ایمان لایا  
لیکن تُو نے کبھی اپنے گناہوں پر ماتم نہیں کیا  
کبھی خاک و راکھ میں خود کو نہیں ڈھانپا  
کبھی اُن گناہوں سے نفرت نہ کی جن سے تُو پہلے محبت رکھتا تھا  
اور اگر اب بھی اُن سے نفرت نہیں کرتا  
اور اُن سے چھٹکارا پانے کی کوشش نہیں کرتا  
—اور اگر تُو خُدا کے حضور اُن کے سبب سے عاجز نہیں ہوتا  
اِتو خُداوند کی حیات کی قسم، تُو نجات بخش ایمان سے ناواقف ہے

کیونکہ ایمان گناہ سے ہمیں جُدا کرتا ہے  
اور مسیح کے قریب لے آتا ہے۔  
جہاں ہم گناہ سے دُور ہوتے ہیں  
وہیں مسیح کے قریب ہو جاتے ہیں۔

لیکن جو شخص اپنے گناہ سے محبت رکھتا ہے  
اُسے معمولی جانتا ہے  
ہنسی مذاق میں گناہ کرتا ہے  
—اُسے کھیل تماشہ سمجھتا ہے  
وہ ابلیس کا ایمان رکھتا ہے  
خُدا کے برگزیدہ کا ایمان ہرگز نہیں۔

سچا ایمان جان کو پاک کرتا ہے؛  
 ایماندار اپنے نفس میں چھپے ہوئے خائن گناہ کو ڈھونڈتا ہے  
 ، اور اگرچہ ایک ایماندار کامل نہیں  
 پھر بھی اُس کا رجحان کامل ہونے کی طرف ہوتا ہے؛  
 ، اور اگر اُس کا ایمان کامل ہونا ہے  
 ، تو وہ بھی کامل ہوگا  
 اور پھر وہ تخت کے سامنے اُٹھایا جائے گا۔

اے میرے سننے والو  
 — اپنا خود جائزہ لو  
 کیا تم نے توبہ کے پھل لائے ہیں؟  
 ، اگر نہیں  
 تو تمہارا ایمان اُن کے بغیر مردہ ہے۔

پوشیدہ دینداری کے اعمال بھی سچے ایمان کے لیے ضروری ہیں۔  
 “اگر کوئی کہے، ”میں ایمان رکھتا ہوں کہ یسوع نے میرے لیے جان دی، اور مجھے اُمید ہے کہ میں نجات پاؤں گا  
 اور وہ خلوت میں دعا کو مستقل طور پر ترک کیے رکھے؛  
 ، اگر خُدا کا کلام کبھی نہ پڑھے  
 “اگر اُس کی آنکھ کبھی تنہائی میں آسمان کی طرف اُٹھ کر یہ نہ کہے، ”اے میرے باپ، تُو میری جوانی کا رہنما ہو  
 ، اگر اُس کے دل میں اپنے خُداوند کے لیے کوئی پوشیدہ رغبت نہ ہو  
 ، اگر اُس کا اپنے نجات دہندہ مسیح کے ساتھ کوئی رازو نیاز نہ ہو  
 — اور رُوح القدس کے ساتھ کوئی شراکت نہ ہو  
 تو پھر وہ ایمان اُس میں کس طرح سکونت کر سکتا ہے؟

یوں کہنا، کہ ایسا شخص زندہ ہے  
 — جیسے یہ کہنا کہ کوئی انسان زندہ ہے جب کہ نہ سانس لیتا ہے، نہ اُس کے بدن میں خون گردش کرتا ہے  
 ، بعینہً یہی کہنا ہے کہ کوئی شخص زندہ ایمان رکھتا ہے  
 ، جبکہ وہ خُدا کے فریب دعا میں نہیں آتا  
 ، اور وہ اعلیٰ و ارفع خُدا کے رُعب اور خوف میں اُس کی حضوری میں نہیں جیتا  
 اور نہ ہر جگہ اُسے دیکھتا ہے۔

اے ایمان کے دعویدارو  
 — اپنا انصاف آپ کرو  
 کیا تم دعا کو ترک کیے ہوئے ہو؟  
 کیا تمہاری کوئی پوشیدہ روحانی زندگی نہیں؟  
 اگر ایسا ہے تو تمہارا نجات بخش ایمان محض خیال ہے؛  
 ، ایسا ایمان تمہیں راستباز نہیں ٹھہراتا  
 ، کیونکہ اُس میں زندگی نہیں  
 اور نہ ہی وہ بڑے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔  
 ، اگر وہ حقیقی ہوتا تو وہ تمہیں گھٹتوں کے بل گرا دیتا  
 اور تمہارا دل قادر مطلق کی طرف اُٹھاتا۔

دوسری قسم کے اعمال وہ ہیں جو ہم اطاعت کے اعمال کہہ سکتے ہیں۔  
 ، جب کوئی یسوع پر ایمان لاتا ہے  
 ، تو وہ اُسے اپنا آقا قبول کرتا ہے  
 “اور کہتا ہے، ”مجھے دکھا کہ تُو کیا چاہتا ہے کہ میں کروں۔  
 ، باپ، اُس پر اپنے بیٹے کی مرضی ظاہر کرتا ہے  
 ، اور وہ اپنی مرضی اور عقل کو پس پشت ڈال کر  
 اپنے آقا کی مرضی کے تابع ہو جاتا ہے۔

میں آج اُن لوگوں کا ذکر نہیں کرتا  
 —جو اپنے خُداوند کی مرضی نہیں جانتے  
 —ایسے کو کم مار پڑے گی  
 مگر مجھے اندیشہ ہے کہ کچھ ایمان کے دعوے دار  
 اُن مسیحی فرائض کو جان بوجھ کر ترک کر رہے ہیں  
 ،جو اُن پر ظاہر اور واضح ہیں  
 اور پھر بھی خود کو نجات یافتہ سمجھتے ہیں۔

یقیناً، کوئی فریضہ کبھی کبھار ترک ہو سکتا ہے  
 ،اور پھر بھی انسان نجات پا سکتا ہے  
 ،مگر اگر کوئی فرض جان بوجھ کر اور مسلسل ترک کیا جائے  
 تو وہ اُس کشتی میں سوراخ بن سکتا ہے جو اُسے غرق کر دے۔

،مسیح کسی دل کو شرطوں پر نجات نہیں دیتا  
 بلکہ اُسے اپنی سلطنت کے سامنے مکمل اور غیر مشروط سپردگی درکار ہے۔

،اب کچھ لوگ یہاں ایک حد کھینچیں گے  
 ،اور کچھ وہاں  
 ،،اور کہیں گے، ”میں مسیح کا خادم ہوں گا  
 یعنی، درحقیقت، وہ اپنے نفس کے آقا ہوں گے۔  
 :مگر جو دل فی الحقیقت ایمان لاتا ہے وہ کہتا ہے  
 میں جلدی کروں گا اور تیری شریعت کو بجا لانے میں تاخیر نہ کروں گا۔“  
 میرے قدموں کے آگے راہ سیدھی کر، کیونکہ تیری شریعت میرے لیے گراں نہیں۔  
 ”میں نے تیرے احکام میں خالص سونے سے بھی زیادہ خوشی پائی ہے۔

،اب اے گناہ کے بیٹو اور بیٹیو  
 —جو ایمان کے دعویدار ہو  
 تم کیا کہتے ہو؟  
 کیا تمہاری آنکھ اپنے آقا پر ہے  
 جیسا کہ خادم کی آنکھ اپنی مالکن پر؟  
 ”کیا تم خود سے پوچھتے ہو کہ ”مسیح مجھ سے کیا چاہتا ہے؟  
 یا تم مسلسل اُس کی شریعت اور مرضی کو نظر انداز کرتے ہوئے جیتے ہو؟  
 کیا تم اُن جگہوں پر جاتے ہو جہاں مسیح تم سے ملنے نہ آئے؟  
 اور جہاں تم اُسے دیکھنا بھی نہ چاہو؟  
 کیا تم کچھ ایسے اقوال اور رواج اپنائے ہوئے ہو  
 جن پر تمہارا خُداوند کبھی اپنی مہر نہ لگائے؟  
 تم کہتے ہو کہ تم ایمان رکھتے ہو؟

،آہ! صاحبو، اگر وہ ایمان زندہ ہے  
 تو وہ مطیع ایمان ہو گا۔

زندہ ایمان وہ اعمال پیدا کرتا ہے جو انسان کو دُنیا سے جدا کرتے ہیں۔  
 ،جب کوئی مسیح پر ایمان لاتا ہے  
 ،تو وہ وہی نہیں رہتا جو پہلے تھا  
 اور نہ وہ اُن لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے  
 جو کبھی اُس کے رفیق تھے۔  
 :ہمارے خُداوند نے فرمایا  
 ،”تم دُنیا کے نہیں ہو، جیسے میں دُنیا کا نہیں۔“

—مسیح تارکِ دُنیا نہ تھا  
 ،وہ کھاتا پیتا تھا جیسے دیگر لوگ

—یہاں تک کہ اُسے شرابی اور کھاؤ کہا گیا  
مگر کیا اُس کی زندگی ایک آسمانی مخلوق کی مانند نہ تھی؟  
وہ دُنیا سے گزرا  
—مگر اُس کا وجود گناہگاروں کے درمیان بھی ایک سراف کی مانند تھا  
بے ضرر، بے داغ  
اور گناہگاروں سے جدا۔

ایسا ہی ایماندار ہو گا، اگر اُس کا ایمان سچا ہے۔

یہ ایک سخت بات ہے کچھ ایمان کے دعویداروں کے لیے  
مگر اِس سے زیادہ سخت نہیں جتنی کہ کلام مقدس خود بیان کرتا ہے۔  
اگر ہم دُنیا کے ہیں  
تو پھر دُنیا کے انجام کی امید رکھنی چاہیے  
جب ہمارا خُداوند یسوع ظاہر ہو گا۔

اگر تمہاری خوشی دُنیا کے ساتھ ہے  
تو تمہارا انجام بھی دُنیا کے ساتھ ہو گا؛  
اگر تم دُنیا کے ساتھ جیتے ہو  
تو دُنیا کے ساتھ مرو گے  
اور دُنیا کے ساتھ ہمیشہ کے لیے گم گشتہ ہو کر جیئو گے۔

جہاں خُدائی نہیں  
وہاں فضل نہیں۔

اگر ہم دُنیا کے ہمشکل ہو گئے  
تو ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے دل میں خُدا کا فضل ہے؟  
اور اگر ہم میں اور دُنیا داروں میں کوئی نمایاں فرق نہیں  
تو یہ محض فریب، ریاکاری اور دھوکہ ہے  
کہ ہم خُداوند کی میز پر آئیں اور کہیں  
کہ ہم اُس کے بیٹے ہیں  
حالانکہ ہم اُس کے بیٹے ہی نہیں۔

—ایسا ایمان جو دُنیا دار اور ایماندار میں فرق کے اعمال پیدا نہ کرے  
وہ مردہ، غیر نجات بخش ایمان ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی ایماندار کامل ہے۔  
نہ ہی میں نے کبھی ایسا سوچا۔  
مگر اگر کوئی شخص مکمل طور پر ایماندار ہو  
اور ایمان اپنی کامل تاثیر دکھائے  
تو وہ کامل ہو جائے گا۔  
اور جتنا وہ سچا ایماندار ہو گا  
اُتنا ہی وہ خُدا کے جلال کے لیے پھل لائے گا  
اور اپنے ایمان کی سچائی کا ثبوت دے گا۔

ایک اور قسم کے اعمال ضروری ہیں— وہ اعمال جو محبت سے پیدا ہوتے ہیں۔  
جو مسیح سے محبت رکھتا ہے  
وہ محسوس کرتا ہے کہ مسیح کی محبت اُسے مجبور کرتی ہے۔  
وہ مسیح کے علم کو عام کرنے کی کوشش کرتا ہے  
وہ تمنا کرتا ہے کہ تاج مسیح کے لیے جواہرات جیتے  
وہ چاہتا ہے کہ مسیحا کی بادشاہی کی حدود بڑھیں۔

اور میں ایسے کسی بلند و بانگ دعوے اور شعلہ فشاں الفاظ کی قدر نہیں کروں گا  
جن سے عملی طور پر خدمتِ مسیح ظاہر نہ ہو۔

،اگر تم مسیح سے محبت رکھتے ہو  
تو اُس کی خدمت سے باز نہیں رہ سکتے۔  
،اگر تم اُس پر ایمان رکھتے ہو  
تو جو فضل اُس ایمان کے ساتھ آتا ہے  
وہ تمہیں ضرور خدمت کے لیے ابھارے گا۔  
،اور اگر تم اُس کی خدمت نہیں کرتے  
تو تم اُس کے نہیں ہو۔

:اس بات کو ہم ایک مثال سے واضح کر سکتے ہیں  
ایک درخت زمین میں لگایا گیا ہے۔  
اب اُس درخت کی زندگی کی جڑ نیچے زمین میں ہے  
—چاہے اُس پر پھل ہوں یا نہ ہوں  
،پھل اُسے زندگی نہیں دیتے  
مگر زندگی کا ثبوت ضرور ہیں۔

،اگر وہ درخت بہار میں کونپل نہ نکالے  
،گرمیوں میں پتے نہ لائے  
،پھل نہ دے  
—اور سالہا سال یونہی کھڑا رہے  
،تو تم ضرور کہو گے کہ وہ مر چکا ہے  
اور تم بجا کہو گے۔  
،اس لیے نہیں کہ پتے اُسے زندہ رکھتے  
بلکہ اس لیے کہ پتوں کی غیر موجودگی اُس کی موت کی دلیل ہے۔

یہی حال ایمان کے دعویدار کا ہے۔  
،اگر اُس میں روحانی زندگی ہے  
تو وہ ضرور اعمال لائے گا۔  
،اگر اُس کے ایمان کی جڑ ہے  
تو اُس کے عمل بھی ہوں گے۔  
،لیکن اگر اعمال نہ ہوں  
تو سمجھ لو کہ وہ روحانی طور پر مردہ ہے۔

،جب تار سے امریکہ کو پیغام بھیجا گیا  
اور بار بار کوشش کے باوجود کوئی جواب نہ آیا  
،سوا "مردہ زمین" کے  
—تو اُنہوں نے یقین کیا کہ تار ٹوٹ چکی ہے  
اور اُن کا یقین بجا تھا۔

جب ہماری زندگی میں اُس فضل کا کوئی اثر نہ ہو  
،جس کا ہم دعویٰ کرتے ہیں  
اور دُنیا کو ہم سے کچھ نہ پہنچے  
،سوائے "مردہ زمین" کے  
تو ہم پختہ یقین کر سکتے ہیں  
کہ ہماری جان اور مسیح کے درمیان ربط موجود نہیں۔

—مجھے اس پر زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں  
:بس یہی ایک جملہ کافی ہے

پاکیزگی کے بغیر کوئی خداوند کو دیکھنے نہ پائے گا؛”  
”پس توبہ کے لائق اعمال لاؤ۔“

اور اب ہم اختصار کے ساتھ دوسرے نکتہ کی طرف رجوع کرتے ہیں

## II

”کچھ حقائق جو اس تعلیم کی تصدیق کرتے ہیں کہ ”ایمان بغیر اعمال کے مردہ ہے۔“ :

یہ حقائق صاف ظاہر کرتے ہیں کہ وہ جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اعمال سے خالی ہیں، اُن کی نجات نہ ہوئی۔ اگرچہ یہ ایک مضحکہ خیز بات دکھائی دے سکتی ہے، لیکن درحقیقت نہایت افسوسناک ہے کہ بعض لوگ اپنی فریب خوردہ تسلی میں لپٹے رہتے ہیں کہ وہ نجات یافتہ ہیں، حالانکہ اُن کی نجات کے بارے میں اُن کے سوا کوئی اور قائل نہیں ہوتا۔

مجھے ایک ایسا شخص یاد ہے جو ایمان سے راستباز ٹھہرائے جانے کی بڑی باتیں کرتا تھا، اور اُسے اس بات کا بڑا پکا یقین اُس وقت ہوتا تھا جب اُس نے شراب خوب پی رکھی ہوتی تھی۔ افسوس کہ ایسے دعویدار عام پائے جاتے ہیں۔ اور جب وہ مذمت کے لائق اپنی ظاہری حالت میں سب پر ظاہر ہوتے ہیں، تب ہی وہ اپنی نجات پر سب سے زیادہ یقین رکھتے ہیں۔

اب اے بھائیو، اگر ایسے معاملات تمہیں قائل کرتے ہیں اور تم اُن کے بارے میں کوئی شک نہیں رکھتے، بلکہ اُن پر عدالت کا حکم صادر کرتے ہو، تو یہی پیمانہ اپنے آپ پر بھی لگاؤ۔ کیونکہ اگرچہ تم بڑے گناہوں میں نہ بھی گرتے ہو، مگر اگر تم اپنی خود غرضی سے اپنے گھروں کو تباہ کرتے ہو، اگر تم مسلسل بدخلق طبیعت میں پڑے رہتے ہو، اگر تم ان گناہوں کے خلاف کوشش نہیں کرتے، اور اگر خدا کا فضل تمہیں اُن سے نجات نہیں دلاتا، اگر تم خفیہ گناہ میں زندگی بسر کرتے ہو اور اپنے ضمیر کو دلاسہ دے کر مطمئن ہو جاتے ہو، اور اگر تم اپنی نام نہاد توبہ سے پہلے کی مانند ہی رہتے ہو، تو جب تم دوسروں پر عدالت کرتے ہو، جان لو کہ وہی فیصلہ اپنے آپ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

کیونکہ اگر کوئی ایک گناہ ہے جس میں تمہارا ہمسایہ کھلم کھلا پڑا ہے، اور تم اُسے ملامت کرنے میں جلدی کرتے ہو، تو جان لو کہ کوئی اور گناہ جو دل میں چھپا ہو اور مسلسل پسند کیا جاتا ہو، وہی انجام تمہارا بھی کرے گا جو اُس کا کرتا ہے۔

تم جانتے ہو کہ بعض لوگ جن میں ایمان کی کچھ سی جھلک ہے مگر حقیقی ایمان نہیں، نجات نہیں پاتے۔ اور یہ سچ نہ ہوتا تو پھر یسوع کا یہ قول کہاں رہتا: ”تنگ ہے وہ دروازہ اور سخت وہ راہ ہے جو زندگی کی طرف لے جاتی ہے، اور تھوڑے ہیں جو اُسے پاتے ہیں“؟ کیونکہ محض صحیح عقیدہ رکھنا اور یہ کہنا کہ ”میں ایمان رکھتا ہوں کہ یسوع میرے لیے مَوا“، یہ تو کوئی تنگ دروازہ نہیں، نہ ہی کوئی سخت راہ ہے۔ بلکہ وہ ایمان جو انسان کو حقیقتاً مسیح کا خادم بنا دے، جو اُسے مسیح کی ناپسندیدہ چیزوں کو چھوڑنے پر آمادہ کرے، یہی تنگ راہ ہے۔

وہ سب سچائیاں جن پر ایمان لانے کو مسیح ہمیں فرماتا ہے، ایسی سچائیاں ہیں جو اگر دل سے مانی جائیں تو زندگی میں اثر رکھتی ہیں۔ کوئی شخص سچ مچ یہ ایمان نہیں رکھ سکتا کہ مسیح نے صلیب پر اُس کے گناہوں کا کفارہ دیا، اور پھر بھی گناہ سے کھیلتا رہے۔ جو کہتا ہے، ”میں ایمان رکھتا ہوں کہ وہ زخمی خداوند میرے گناہوں کی خاطر دُکھ اُٹھا“، اور پھر بھی اُن گناہوں سے رفاقت رکھتا ہے جنہوں نے مسیح کو صلیب پر پہنچایا، وہ جھوٹا ہے۔

اے صاحبو، اُس زخمی نجات دہندہ پر ایمان وہ ایمان ہے جو ہر قسم کے گناہ پر انتقام کی طلب رکھتا ہے۔ مسیحی مذہب ہمیں یہ ایمان دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں جب ہم مسیح پر ایمان لاتے ہیں۔ کیا کوئی شخص واقعی یہ ایمان رکھ سکتا ہے کہ وہ خدا کا بیٹا ہے، اور پھر روزانہ اور جان بوجھ کر ایسا جئے جیسے ابلیس کا فرزند ہو؟ کیا تم یہ اُمید رکھتے ہو کہ بادشاہی دربار کے لوگ بازار کے بھکاریوں کے ساتھ کھیلیں گے؟



جب کوئی شخص کسی بلند مرتبہ کا یقین رکھتا ہے، تو وہ یقین اُس کے چال چلن پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور جب مجھے یہ ایمان دیا جاتا ہے کہ میں خُدا کا برگزیدہ ہوں، کہ میں خُون سے خریدنا گیا ہوں، کہ آسمان مجھ پر عہدِ فضل کے سبب سے یقینی ہے، کہ میں خُدا کا کابن ہوں اور مسیح میں بادشاہ بنایا گیا ہوں، تو اگر میرا یہ ایمان واقعی ہے، تو میں، اگرچہ انسان ہوں، مگر اتنا شیطان نہیں ہو سکتا کہ پچھلی زندگی کی راہوں پر ہی چلا جاؤں اور بدکاروں کی سی زندگی گزاروں۔

ہم کلامِ پاک میں بار بار دیکھتے ہیں، اور سب مقدسین اس کی گواہی دیتے ہیں، کہ ایمان ہمیشہ فضل سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور جہاں ایمان ہے، وہاں خُدا کا فضل بھی ہے۔ لیکن اگر کسی دل میں خُدا کا عطیہ ہو، اور پھر بھی گناہ سے محبت اور پاکیزگی کی غفلت ہو، تو یہ ایک ناقابلِ فہم بات ہے۔

میں یہ بات سمجھ نہیں پاتا کہ فضلِ بادشاہی کرے اور بدی دل پر حکومت کرے، جبکہ اندرونی انسان میں غیر فاسد بیج موجود ہو جو ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ اور پھر یہ شخص شیطان کا غلام بنے، یہ محال ہے۔

ایمان ہمیشہ نئے جنم کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ اور نیا جنم محض سدھار نہیں بلکہ ایک مکمل تجدید اور تبدیلی ہے، یہ انسان کو مسیح یسوع میں نئی مخلوق بنا دیتا ہے۔ لیکن اگر ایک نیا مخلوق ہے، اور اُس میں نہ توبہ ہے، نہ نیک اعمال، نہ خفیہ دعائیں، نہ محبت، نہ پاکیزگی کی کوئی علامت، تو پھر نیا جنم ٹھٹھا ٹھٹھولی کا باعث بنے گا۔ نیا جنم وہی معتبر ہے جو گناہ سے نفرت اور پاکیزگی سے محبت پیدا کرے۔

وہ نیا جنم جس کا چرچ آف روم یا چرچ آف انگلینڈ کے بعض ارکان ذکر کرتے ہیں، ایسا نیا جنم ہے جو تمام انسانوں کی ہنسی کا باعث ہونا چاہیے۔ کیونکہ بچوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ نیا جنم پا چکے ہیں، اور انہیں مسیح کا رُکن اور خُدا کا فرزند قرار دیا جاتا ہے، اور بعد میں وہ اپنی ہیئتسمہ کی عہدشکنی کرتے ہوئے گناہ کی راہوں پر چلے جاتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ اُس نیا جنم کا اُن پر کوئی اثر نہیں ہوا، مگر بائبل نیا جنم انسان کی فطرت کو بدل دیتا ہے، وہ جن چیزوں سے محبت کرتا تھا اُن سے نفرت کرنے لگتا ہے، اور جن سے نفرت کرتا تھا اُن سے محبت کرنے لگتا ہے۔ یہی نیا جنم ہے، اور یہی وہ نیا جنم ہے جس کی تلاش کی جانی چاہیے، اور یہ ہمیشہ ایمان کے ساتھ آتا ہے، پس نیک اعمال بھی ایمان کے ساتھ ہونا لازم ہیں۔

اب ہم آخری بات کی طرف آتے ہیں، اور وہ یہ ہے

### III

اُن لوگوں کا کیا جو ایمان تو رکھتے ہیں، مگر اُن کے اعمال نیک نہیں؟ .

پھر اُن کے بارے میں کیا کہا جائے؟ یہی، کہ اُن کا مزین ایمان اکثر انہیں غفلت اور بے پروائی کی طرف لے جاتا ہے، اور آخرکار انہیں سخت دل اور بدکار بنا دیتا ہے۔ مجھے حد درجہ خوف ہے کہ ہم میں سے کوئی محض جیتے جاگتے کا نام رکھتا ہو مگر حقیقت میں مردہ ہو۔ کیونکہ ایک عام گناہگار جو دعویٰ نہیں کرتا، وہ توبہ کر سکتا ہے، مگر وہ گناہگار جو وہ کچھ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جو وہ نہیں، اُس کا توبہ کرنا بہت نایاب امر ہے۔ یہ نہایت رنجیدہ بات ہے کہ کوئی شخص آخرکار یہ دریافت کرے کہ اُس کا اقرار ایمان ایک جھوٹا اقرار تھا۔

ایک شخص بیٹھتا ہے اور کہتا ہے، ”دیکھو، میں ایمان رکھتا ہوں۔“ اور چلتے وقت وہ محتاط رہتا ہے، کیونکہ وہ لوگوں کی نگاہوں سے ڈرتا ہے۔ تھوڑی دیر میں وہ کچھ نرمی برتنا شروع کر دیتا ہے، کہتا ہے، ”یہ اعمال سے نہیں، میں یہ کر سکتا ہوں، اور پھر بھی معافی پا سکتا ہوں۔“ پھر وہ تھوڑا اور آگے بڑھتا ہے۔ شاید وہ ابتداءً تماشگاہ نہیں جاتا، مگر وہ اُس کے دروازے تک چلا جاتا ہے۔ وہ شراب نہیں پیتا، مگر خوش مزاج صحبت کو پسند کرتا ہے۔

اور آگے بڑھتے بڑھتے وہ اس عقیدہ میں پختہ ہو جاتا ہے کہ وہ نجات یافتہ ہے، یہاں تک کہ وہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اب وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ وہ بار بار گناہ کے کنارے پر کھیلتا ہے، اور گرنے سے بچتا ہے، تو وہ سوچتا ہے کہ ایک بار اور آزماؤں، اور وہ مزید آگے بڑھتا ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر شیطان کو بدترین لوگوں کے لیے خام مال درکار ہو، تو وہ عموماً انہیں لیتا ہے جو نیک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ میں شک کرتا ہوں کہ شیطان کو ایسا مفید خادم جیسے یہوداہ تھا، کسی اور مواد سے میسر آ سکتا۔ اگر وہ مسیح کے قریب نہ رہتا، تو ایسا بڑا غدار کبھی نہ بنتا۔ ایک دھوکے باز منافق بننے کے لیے دین کی اچھی واقفیت لازمی ہے، اور کلیسیا میں بلند مقام پر پہنچنا بھی۔

آہ! لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس قسم کے ایمان کو رکھنے کا کیا فائدہ؟ اگر ہمیں دین کی روحانی زندگی کی پروا نہیں، تو میں ہرگز اُس کے خول کو اپنے کندھوں پر نہ اٹھاؤں، کیونکہ ایسے لوگ دینداری کی زنجیر تو پہنتے ہیں، مگر دینداری کی تسلی سے محروم رہتے ہیں۔ وہ یہ نہیں کر سکتے، وہ وہ نہیں کر سکتے، اور اگر کرتے ہیں، تو مجرم ضمیر میں جکڑے جاتے ہیں۔

کیوں نہ وہ اپنے ایمان کا دعویٰ چھوڑ دیں، تا کہ کم از کم آزاد تو ہوں؟ یوں وہ گناہ کریں گے بغیر اُس چکی کے پاٹ کے جو اُن کے گلے میں لٹک رہا ہے۔ جو لوگ گم ہونا ہی چاہتے ہیں، وہ کیوں نہ بے نقاب ہلاک ہوں؟ وہ کیوں گناہ پر گناہ لاد کر، کلیسیا کو مسیح کی صلیب سے رسوا کرتے ہیں؟

جب کوئی شخص دین داری کا دعویٰ کرتا ہے، اور اُس کے اعمال اُس کے ایمان کی تصدیق نہیں کرتے، تو اُن کے بارے میں کیا کہا جائے؟ یہی، کہ اُنہوں نے کلیسیا کو شرمندہ کیا۔ اور انہی لوگوں کی بدولت دنیا کلیسیا کی طرف اشارہ کرتی ہے اور کہتی ہے، ”یہ بے تمہارا دین؟“

جب کوئی شخص کہتا ہے کہ وہ مسیح میں ہے، مگر اُس کی روش مسیح جیسی نہیں، تو یہی لوگ کلیسیا کے زخموں کا باعث ہوتے ہیں۔ وہ اُسے دوستوں کے گھر میں زخمی کرتے ہیں۔ وہی خُدا کے سچے خادموں کو اُن کی خلوت گاہوں میں توڑ ڈالنے والے بناتے ہیں، جو دل شکستہ ہو کر فریاد کرتے ہیں، ”اے خُداوند، تُو نے ہمیں ان لوگوں کے پاس کلام کرنے اور خدمت کرنے کو کیوں بھیجا، جب وہ تیرے حضور نفاق کریں؟“

یہی وہ لوگ ہیں جو دوسروں کو داخل ہونے سے روکتے ہیں، کیونکہ دوسرے اُنہیں دیکھ کر دین کو نفاق سمجھتے ہیں۔ اور اگر سنجیدگی سے نہ بھی روکا جائے، تو بھی وہ ان منافقوں کی بداعمالی سے اپنے گناہ میں دل جمعی پاتے ہیں۔

جب مسیح ظاہر ہو گا تو اُن کا انجام کیا ہو گا، یہ میرے لبوں کے لیے بیان کرنا ممکن نہیں، اُس دن جب مسیح آتشیں زبان سے ہر دل کو پرکھے گا، اور سب لوگوں کو اُن کا فیصلہ سنائے گا، تو اُس دو رُخے اقرار کی انجام کیا ہو گا، جس نے اپنی اقرار ایمان کو اپنی عزت اور فائدے کے لیے بیچ ڈالا؟ اُس نے خُدا کے جلال کو نہ ڈھونڈا۔ کون سی آسمانی بجلی اُس کے گناہ الودہ نفس کا تعاقب کرے گی جو لرزتے ہوئے جہنم کو روانہ ہو گا؟ اور کیسی زنجیریں تاریکی اور سیاہی میں ہمیشہ کے لیے اُن کے لیے رکھی گئی ہیں جو پانی کے بغیر کنوئیں اور بارش کے بغیر بادل ہیں؟

میں نہیں کہہ سکتا، اور خُدا کرے تم کبھی نہ جانو! آہ! کاش ہم سب آج رات مسیح یسوع کے پاس آئیں، عاجزی سے اپنے گناہوں کا اقرار کریں، اور مسیح کو فی الحقیقت اپنا مکمل نجات دہندہ قبول کریں۔ تب ہم نجات پائیں گے، اور نجات پا کر ہم دل و جان اور ساری قوت سے مسیح کی خدمت کریں گے۔

اگر میں اپنی بات واضح نہ کر سکا، تو ایک تمثیل کافی ہو گی، اور میں بات ختم کروں گا:

ایک جہاز کنارے کے قریب آنکلا ہے اور جلد ہی ٹکرا جائے گا، مگر ایک ماہر ملاح آچکا ہے، اور وہ عرشہ پر کھڑا کہتا ہے، ”اگر تم فقط مجھ پر توکل کرو، تو میں تمہاری کشتی کو بچا لوں گا۔ کیا تم مجھ پر ایمان رکھتے ہو؟“ وہ کہتے ہیں کہ وہ ایمان رکھتے ہیں، اور وہ جہاز کی ذمہ داری مکمل طور پر اُسے سونپ دیتے ہیں۔

اب سُنو، وہ کہتا ہے، ”تو، تم، جو وہاں پتوار پر ہو!“ وہ نہیں ہلتا۔ ”پتوار پر! کیا تُو سُنتا نہیں؟“ وہ حرکت نہیں کرتا۔ ”ارے جیک، کیا تُو ملاح پر یقین نہیں رکھتا؟“ ”اوہ! ہاں، میں یقین رکھتا ہوں، وہ جہاز کو بچا لے گا اگر میں ایمان رکھوں۔“ ”کیا تُو اُسے سُنتا نہیں، اور پتوار نہیں پکڑتا؟“

اب، تم جو اوپر ہو! بادبان لپیٹو۔“ وہ ہلتا نہیں، بلکہ ہوا کو بادبان میں بھرنے دیتا ہے، اور جہاز کو ساحل کی طرف دھکیلتا ہے۔ ”ارے، کوئی آگے بڑھو اور بادبان لپیٹو!“ مگر وہ نہیں ہلتے۔ ”کیپٹن، میں کیا کروں؟ یہ لوگ تو ذرا بھی نہیں ہلتے۔“ مگر کیپٹن کہتا ہے، ”مجھے تم پر پورا بھروسا ہے، ملاح۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ تم جہاز بچا لو گے۔“ ”تو پھر تم حکم کیوں نہیں مانتے؟“ ”اوہ نہیں، مجھے تم پر پورا یقین ہے، مگر میں کچھ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔“

جب جہاز اُبلتے ہوئے طوفان میں غرق ہو جائے گا، اور ہر شخص اپنی ہلاکت کو پہنچے گا، تو بتاؤ، کیا اُنہیں ملاح پر ایمان تھا؟ کیا وہ ایمان نہ تھا جو محض تمسخر اور دھوکہ دہی تھا؟ اگر وہ واقعی چاہتے کہ ملاح جہاز کو بچائے، اور اُس پر ایمان رکھتے، تو یقیناً وہ ملاح ہی اُنہیں بچاتا، اور وہ اُس کے بغیر ہرگز بچ نہ سکتے۔ اُنہوں نے اپنے اعمال سے اپنے ایمان کو ثابت کیا ہوتا۔ اُن کا ایمان مکمل ہوا ہوتا، اور جہاز محفوظ رہتا۔

میں ہر ایک کو دعوت دیتا ہوں کہ جو مسیح فرماتا ہے وہی کرو۔ سب سے پہلے، میں تمہیں بلاتا ہوں کہ تم اپنے ایمان کو ظاہر کرو بیٹسمہ لے کر۔ ”جو مسیح پر ایمان لائے اور بیٹسمہ لے، وہ نجات پائے گا۔“ ایمان کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ اُس حقیر سمجھے جانے والے ایمانداروں کے بیٹسمہ کو قبول کرو، اور پھر آگے بڑھو اُن سب باتوں کی طرف جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔

آہ! میں تم سے تمہاری جان کی نجات کی قسم کھا کر کہتا ہوں، کسی بات کو نظر انداز نہ کرو جو مسیح نے فرمائی ہے، خواہ وہ تمہاری عقل کو کتنی ہی معمولی کیوں نہ لگے۔ جو کچھ وہ تم سے کہے، اُسے بجا لاؤ، کیونکہ فقط اُس کی ہر بات کو بچوں کی ”مانند مان کر ہی تم اُس وعدہ کو پورا ہوتا دیکھ سکو گے،“ جو اُس پر توکل کرتے ہیں وہ نجات پائیں گے۔

خُداوند اِن باتوں کو برکت دے، اپنے نام کی خاطر۔ آمین۔

تشریح بہ قلم سی۔ ایچ۔ اسپرُجن  
یَعْقُوب 26-1:1

## 1

”یَعْقُوب کی طرف سے، جو خُدا کا اور خُداوند یسوع مسیح کا بندہ ہے، اُن بارہ قبیلوں کے نام جو پراگندہ ہیں۔ سلام۔“  
یَعْقُوب، خُدا کا اور خُداوند یسوع مسیح کا بندہ—حالانکہ وہ رسول تھا، اور خُداوند کا جسمانی بھائی بھی، پھر بھی اُن بلند مرتبوں کا ذکر نہیں کرتا، بلکہ بندگی کا وہ فروتن لقب اختیار کرتا ہے جس میں یقیناً اُسے اعلیٰ ترین فخر محسوس ہوتا تھا۔ مُبارک ہے وہ شخص جو خُداوند کی خدمت کرتا ہے، جس کی ساری زندگی اپنی خواہش کی تابع نہیں بلکہ خُدا کے حکم کے تابع ہے۔

جہاں تک ”دس گم شدہ قبائل“ کا افسانہ ہے، وہ کہاں ہے؟ یہ رسالہ اُن بارہ قبائل کے نام لکھا گیا ہے جو پراگندہ تھے۔ پس ابتدا میں یہ اسرائیل کی نسل کے لیے ہے، اور بعد میں، حسبِ معمول، خُدا کی کلیسیا کے تمام مقدّسین کے لیے بھی، کیونکہ سب ایماندار ابراہیم کی روحانی نسل ہیں۔

## 2

”اے میرے بھائیو! جب تم طرح طرح کی آزمائشوں میں پڑو تو اسے بڑی خوشی کی بات سمجھو۔“  
اپنی آزمائشوں پر غم نہ کرو، نہ اُنہیں آفت یا مصیبت جانو؛ وہ سیاہ ظرف ضرور ہیں، مگر اُن میں سونا بھرا ہوا ہے۔ تمہاری بہترین برکتیں اکثر تلخ تجربوں کی صورت میں آتی ہیں۔ اُنہیں خوش آمدید کہو، غم نہ کرو، بلکہ اُن میں خوش رہو۔

## 4-3

کیونکہ تم جانتے ہو کہ تمہارے ایمان کی آزمائش صبر پیدا کرتی ہے۔ لیکن صبر کو اپنا پورا کام کرنے دو تاکہ تم کامل اور۔“  
”کامل ہو جاؤ اور کسی چیز کی کمی نہ رہے۔“

خُدا جو بھیجے، اُسے برداشت کرو، اُسے سہو۔ اِس خشن موج میں خود کو ڈبو دو، یہاں تک کہ خُدا کی برکت سے تم مضبوط اور پاکیزہ ہو جاؤ۔ خُدا کا مقصد تمہیں تربیت دینا ہے تاکہ تمہاری رُوحانی حسیات بیدار ہوں، اور تمہاری قوتیں اُس کے جلال کے لیے کام آئیں۔ آزمائش سے بچنے کی راہ نہ ڈھونڈو، بلکہ اُسے مکمل صبر سے سہو، تاکہ تم ہر لحاظ سے کامل ہو جاؤ، کسی شے کی حاجت نہ رہے۔ ”اگر تم میں سے کسی کو حکمت کی کمی ہو“—یہی وہ نکتہ ہے جہاں اکثر آدمی ناقص ہوتے ہیں۔

## 5

اگر تم میں سے کسی کو حکمت کی کمی ہو تو وہ خُدا سے مانگے جو سب کو فیاضی سے دیتا ہے اور ملامت نہیں کرتا، اور۔“  
”اُسے دی جائے گی۔“

ہم جب کچھ دیتے ہیں تو اکثر اُس کی قیمت کو ملامت سے گھٹا دیتے ہیں، مگر خُدا ہرگز ایسا نہیں کرتا۔ وہ جیسا کہتا ہے، ویسا ہی کرتا ہے—سادگی سے دیتا ہے۔ نہ ملامت، نہ طعنہ۔ بعض لوگ جب غریبوں کی مدد کرتے ہیں تو ساتھ کہتے ہیں، ”کیسے غریب ہو گئے؟“ مگر خُدا ایسا نہیں کہتا۔ اُس کی بخشش کامل ہے، بغیر ملامت کے۔ حکمت ایک نعمت ہے، اور سب سے اعلیٰ حکمت وہ ہے جو دُعا کے وسیلہ سے خُدا کی طرف سے ملے، نہ کہ صرف مطالعے سے۔

## 6

مگر ایمان سے مانگے اور کچھ شک نہ کرے کیونکہ شک کرنے والا سَمندر کی لہر کی مانند ہے جو ہوا سے چلائی اور۔  
 "اُچھالی جاتی ہے۔"  
 کبھی ساحل پر، کبھی گہرائی میں، کبھی آگے بڑھتا ہے، پھر پیچھے ہٹتا ہے۔ یہ وہ شخص نہیں جو دُعا میں خُدا سے کچھ حاصل کرتا ہے۔ ایسا ایمان نہیں ہونا چاہیے جو صرف اتوار کو روشن ہو اور پیر کو مدھم پڑ جائے—جو واعظ کے بعد پُرجوش ہو اور مشکل میں ٹھنڈا پڑ جائے۔

## 8-7

"ایسا آدمی یہ نہ سمجھے کہ خُداوند سے کچھ پائے گا۔ وہ دو دِلا آدمی ہے اور اپنی سب راہوں میں بے ثابت قدم ہے۔"  
 ایسا شخص ہر معاملے میں بے ثبات ہے۔ جب تک دِل یکسو نہ ہو، جب تک مکمل اعتماد خُدا پر نہ ہو، تب تک راہیں مستحکم نہیں ہوتیں۔ "اے خُداوند! میرا دِل اپنے نام کے خوف سے متحد کر"—تب میں دو رُخا نہ رہوں گا۔

## 9

"پست حال بھائی اپنے بلند کیے جانے پر فخر کرے۔"  
 پستی ہی اُس کی بلندی ہے۔ اُس کی مصیبتیں دوپری برکت لاتی ہیں۔ وہ چھوٹا ہو کر بڑا بنتا ہے۔ "اور دولتمند اپنی پستی پر فخر کرے"—کیونکہ دُنویٰ غرور اور فخر اُس سے دُور کیا گیا ہے، اور خُدا کے فضل سے وہ فروتنی میں قائم رہتا ہے۔ "کیونکہ وہ گھاس کے پھول کی مانند جاتا رہے گا۔"

## 11-10

دولتمند اپنی پستی پر فخر کرے کیونکہ وہ گھاس کے پھول کی مانند جاتا رہے گا۔ سورج نکلتے ہی تیش سے گھاس کو سُکھا۔  
 دیتا ہے اور اُس کا پھول گر جاتا ہے اور اُس کی خوبصورتی فنا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دولتمند بھی اپنی راہوں میں فنا ہو جائے گا۔  
 اے کاش ہم اِن فانی دولتوں کے فخر سے آزاد ہو جائیں! جو کچھ خُدا دے، اُسے وہ واپس بھی لے سکتا ہے۔ اگر وہ مال نہ بھی لے، تو اُسے استعمال کرنے کی قوت چھین سکتا ہے۔ یہ سب فانی اور لغزش دینے والی چیزیں ہیں۔ بلکہ اُن سے بہتر اور باقی رہنے والی دولت پر خوشی کرو۔

## 12

مُبَارک ہے وہ آدمی جو آزمائش کو برداشت کرتا ہے، کیونکہ جب وہ آزمایا جائے گا تو زندگی کا وہ تاج پائے گا جس کا۔  
 "خُداوند نے وعدہ اُن سے کیا ہے جو اُس سے محبت رکھتے ہیں۔  
 وعدہ تو محبت سے ہے، مگر اجر صبر سے ملتا ہے۔ خُدا ہماری محبت کو پرکھتا ہے، اور اُسے آزمائش کے ذریعے جانچتا ہے، پھر اُس محبت کو تاج عطا کرتا ہے۔ جیسے یونانی دوڑ میں دوڑ کے بغیر تاج نہیں ملتا، ویسے ہی خُدا بھی انہیں تاج دیتا ہے جو اُس کی خاطر دوڑتے اور دُکھ سہتے ہیں۔

## 13

جب کوئی آزمائش میں پڑے تو نہ کہے کہ میری آزمائش خُدا کی طرف سے ہے، کیونکہ نہ تو خُدا بدی سے آزمایا جا سکتا۔  
 "ہے اور نہ وہ کسی کو آزماتا ہے۔"  
 خُدا آزماتا ضرور ہے، مگر آزمائش اور فتنہ میں فرق ہے۔ فتنہ بُرائی کی طرف مائل کرنے کے لیے ہوتا ہے، مگر خُدا کی آزمائش اصلاح و نجات کے لیے ہوتی ہے، کہ آدمی اپنی کمزوری جان کر بچا رہے۔ خُدا کبھی دِل کو بُرائی کی طرف نہیں مائل کرتا، اگرچہ وہ سب کچھ کرتا ہے، مگر بدی اُس کی ذات سے جدا ہے۔

## 14

"بلکہ ہر ایک شخص اپنی خواہش کی طرف سے کھینچا اور پھنسا جاتا ہے۔"  
 یہی وہ بدکار فریبندہ ہے—انسان کا نفس، جب وہ شدید اور بے قابو ہو کر ہوس میں ڈھل جاتا ہے۔ وہ دِل کو بہکاتا ہے، کانٹا تیار کرتا ہے، اور آدمی اُسے نگل کر پھنس جاتا ہے۔

## 15

"پھر خوابش حامل ہو کر گناہ کو جَنم دیتی ہے، اور گناہ جب پُورا ہو جائے تو موت پیدا کرتا ہے۔" .  
یہی گناہ کی نسل ہے۔ خُدا ہمیں اُس چاہت سے بھی بچائے جو گناہ کی طرف لے جاتی ہے، کہ مبادا ہم گناہ میں گریں، اور گناہ سے موت کی طرف گر جائیں۔

## 17-16

"اے میرے پیارے بھائیو! فریب نہ کھاؤ۔ ہر اچھی بخشش اور ہر کامل نعمت اُوپر سے ہے۔" .  
ہر نیکی خُدا سے، اور ہر بدی ہم سے۔

## 17

"اور وہ نوروں کے باپ کی طرف سے آتی ہے، جس میں نہ کوئی تبدیلی ہے اور نہ گردش کے سبب سایہ۔" .  
سورج میں تو گردش بھی ہے اور سایہ بھی، مگر نوروں کے اُس باپ میں نہ انحراف ہے نہ تبدیلی۔ وہ ہمیشہ یکساں ہے۔ ہم جو !بدلنے والے انسان ہیں، اُس غیر متغیر خُدا میں کیسی بڑی تسلی پاتے ہیں

## 18

اُس نے اپنی مرضی سے ہمیں حق کے کلام کے وسیلہ سے جَنم دیا تاکہ ہم اُس کی مخلوقات میں سے ایک طرح کے پہلوٹھے "ہوں۔"  
خُدا کی خلقت میں سب سے برتر و افضل، دو مرتبہ پیدا ہونے والے، جو مسیح کے محافظ دستہ ہوں گے، جو سلیمان کے تخت !کے گرد تلواریں باندھے کھڑے ہوں گے۔ خُدا سے پیدا ہونا، اُس کے پہلوٹھے بننا، کتنی بڑی برکت ہے

## 19

"اس لیے اے میرے پیارے بھائیو! ہر شخص سُننے کے لیے جلدی کرے، بولنے میں دیر کرے۔" .  
کیونکہ ہم کلام کے وسیلہ سے نئے پیدا ہوئے ہیں، اس لیے اُسے جلدی سے سُنو۔ "بولنے میں دیر کرو" کیونکہ بہت سی بدی "ہماری زبان سے نکلتی ہے۔ کثرتِ کلام میں خطا کی کمی نہیں۔" اور غضب کرنے میں بھی دیر کرے۔

## 20-19

"بولنے میں دیر کرے، غضب کرنے میں دیر کرے، کیونکہ انسان کا غضب خُدا کی راستبازی کو پیدا نہیں کرتا۔" .  
کبھی ہم اُن لوگوں پر غصہ کرتے ہیں جو حق نہیں دیکھ سکتے، مگر یہ کیسی حماقت ہے کہ اندھوں پر غصہ کیا جائے؟ اگر تم دیکھتے ہو تو کس نے آنکھیں کھولیں؟ خُدا کا شکر کرو، اور کبھی نہ سمجھو کہ تمہارا غصہ، تمہارا جوش، تمہاری سختی خُدا کی راستبازی کو انجام دے سکتی ہے۔

## 23-21

پس سب ناپاکی اور شرارت کی زیادتی کو دُور کر کے نرمی سے اُس کلام کو قبول کرو جو تمہارے دلوں میں بویا گیا ہے اور "۔  
تمہاری جانوں کو نجات دے سکتا ہے۔ لیکن کلام پر عمل کرنے والے بنو، نہ فقط سننے والے جو اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں۔  
"کیونکہ جو کوئی کلام کو سنتا ہے اور اُس پر عمل نہیں کرتا وہ اُس آدمی کی مانند ہے جو آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھتا ہے۔  
اُس کے لیے یہ اچھا ہے کہ اپنی اصلی حالت کو پہچانے۔ جیسے آدمی آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھتا ہے، ویسے ہی خُدا کے کلام میں اپنی رُوحانی حالت کو پہچانتا ہے۔

## 26-24

وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور چلا جاتا ہے اور فوراً بھول جاتا ہے کہ کیسا تھا۔ لیکن جو شخص آزادی کی کامل شریعت میں "۔  
غور سے دیکھتا ہے اور اُسی میں قائم رہتا ہے، وہ سننے والا اور بھولنے والا نہیں بلکہ عمل کرنے والا ہے۔ ایسا شخص اپنے کام میں مبارک ہو گا۔ اگر کوئی اپنے آپ کو دیندار سمجھے اور اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھے بلکہ اپنے دل کو فریب دے، تو

”اُس کی دینداری بے کار ہے۔  
دینداری کی پہچان زبان کا قابو ہے۔ اگر زبان بے لگام ہے، تو دل بھی دھوکہ کھا رہا ہے، اور وہ دینداری رائیگاں ہے۔